امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ

کی

نعت گوئی

از

سید ابو بکر مصطفی قادری

صراط پبلیکیشنز

www.siraatpublications.com

نام:.. امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نعت گوئی

از:.. سید ابو بکر مصطفی قادری

کمپوزنگ:...................................... مولانا عبد المنان خان امجدی

سنہ اشاعت:.............................. ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۲ء

قیمت:.......................................

ناشر:... صراط پبلیکیشنز، بھوج پور، مراد آباد (یوپی)

siraat publications

siraatpublications@gmail.com

فہرست

پیش لفظ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی ذات جہاں علوم و فنون کی بحر ناپیدا کنار ہے وہیں شعر و شاعری میں استادانہ مہارت کی حامل ہے۔ آپ نے شاعری کسی استاد سے نہیں سیکھی بلکہ یہ خداداد ہے۔ آپ ایک رباعی میں اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بے جا سے ہے اَلْمِنَّۃُ لِلّٰہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے آدابِ شریعت ملحوظ

آپ کی شاعری کا محور حمد و نعت اور منقبت ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے جس پر روشنی ڈالنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

گورکھپور یونیورسیٹی کے ایم اے (M.A) فائنل میں ایک تقریری امتحان (Viva) شامل ہے لیکن ۲۰۲۱ء میں کووڈ۔۱۹ کی وجہ سے (Viva) کی جگہ اسائنمنٹ (Assignment) لکھنے کے لیے دیا گیا۔

گورکھپور یونیورسیٹی کے ایم اے کے نصاب (Syllabus) میں اعلیٰ حضرت رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کی نعت "واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا" بھی داخل ہے۔ اسی وجہ سے مجھے اسائنمنٹ میں مولانا احمد رضا کی نعت گوئی کا موضوع ملا۔ امتحان کی تیاری کے دوران اسائنمنٹ لکھنا تھوڑا مشکل تھا مگر بفضلہ تعالیٰ اسائنمنٹ پورا کر کے جمع کر دیا اور نتیجہ بھی بہتر آیا۔ اس کی فوٹو کاپی موجود تھی تو ایک دن دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اسے اپنے قلمی نام سے شائع کروا دیا جائے اسی لیے اس پر نظر ثانی کی اور بعدہ معمولی حذف و اضافہ کر کے کمپوزنگ کروایا۔ حتی الامکان ہماری کوشش رہی ہے کہ خامیوں سے منزہ ہو مگر بشری تقاضوں کے مطابق خطا و نسیان کا احتمال ہے لہذا اگر کسی صاحب علم کو کوئی غلطی نظر آئے تو اطلاع فرما کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے اور میرے اور میرے والدین کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللّٰہ تعالی علیہ و سلم

سید ابو بکر مصطفی قادری

خادم : امام اعظم لائبریری، کوٹیہ مدنپور، دیوریا

۱۴؍ ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰؍ نومبر ۲۰۲۲ء

بسم الله الرحمن الرحيم

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ نعتیہ شاعری میں یکتاے روزگار اور آفاقی شہرت کے حامل ہیں۔ ان کی نعت گوئی پر روشنی ڈالنے سے قبل نعت کی تعریف، آغاز و ارتقااور ان کی مختصر حیات و خدمات سپرد قرطاس کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

نعت کی تعریف

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی تعریف و توصیف اور مدح سرائی کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں رسول اقدس تاج دارِ کائنات نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے کو نعت کہتے ہیں۔ نعت کی تعریف کے سلسلے میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری رقم طراز ہیں :

”نعت کا لفظ اپنے لغوی معنی میں ہی استعمال ہوا ہے لیکن ادبیات اور اصطلاحات شاعری میں نعت کا لفظ اپنے مخصوص معنی رکھتا ہے یعنی اس سے صرف آنحضرت (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی مدح مراد لی جاتی ہے۔ اگر آنحضرت (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے سوا کسی دوسرے بزرگ یا صحابی و امام کی تعریف بیان کی جائے تو اسے منقبت کہیں گے آنحضرت (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی مدح نثر میں بھی ہو سکتی ہے اور نظم میں بھی اس لیے اصولاً آنحضرت (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے مدح سے متعلق نثر اور نظم کے ہر ٹکڑے کو

نعت کہا جائے گا لیکن اردو، فارسی میں جب نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے عام طور پر آنحضرت (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے۔"[۱]

اس سلسلے میں ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق فرماتے ہیں :

نعت کے معنی یوں تو وصف کے ہیں لیکن ہمارے ادب میں اس کا استعمال مجازاً صرف حضرت رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وصف محمود و ثنا کے لیے ہوا ہے جس کا تعلق دینی احساس اور عقیدت مندی سے ہے لہذا اسے خالص دینی اور اسلامی ادب میں شمار کیا جائے گا۔[۲]

نعت کا موضوع

نعت کا موضوع حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ، خصائل شریفہ، عادات کریمہ اور فضائل فریدہ ہیں۔ اگرچہ موضوع بظاہر محدود معلوم ہوتا ہے لیکن بے حد وسیع ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں :

نعت کا موضوع بظاہر بہت مختصر نظر آتا ہے اس لیے کہ اس کی حدیں حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی زندگی اور سیرت سے آگے نہیں بڑھتیں لیکن غور کرنے سے اندازہ ہوگا کہ نعت کا موضوع حقیقتاً ایک انتہائی عظیم اور وسیع موضوع ہے۔ عظیم اس لیے کہ اس کا تعلق عظیم ترین شخصیت اور محسن انسانیت سے ہے وہ کسی خاص قوم اور گروہ کے لیے نہیں بلکہ

ساری اقوام عالم کے لیے رحمت بن کر آیا تھا اور خود اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں جگہ جگہ اس کے اوصاف بیان کیے ہیں۔ (۳)

نعت کا آغاز و ارتقا

نعت کا آغاز عرب میں ہوا۔ عرب میں شعر و شاعری کا مکمل ماحول تھا۔ رسول اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل بھی شاعری کو عرب میں کمال شہرت حاصل تھی۔ وہاں اپنے ممدوح کی تعریف و توصیف اور اپنے عدو کی ہجو بھی اکثر کیا کرتے تھے۔ جب تاج دار دوعالم وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اور آپ کے کمالات ظاہری و فضائل باطنی کو دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے مدحیہ اشعار کہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سید طلحہ رضوی برق رقم طراز ہیں:

"نعت گوئی کی ابتدا بہر حال سب سے پہلے عربی زبان میں ہوئی۔ رسول مقبول (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی شان اقدس میں پہلا قصیدہ عربی شاعر میمون بن قیس سے منسوب ہے۔ اس طرح نعت گوئی میں اولیت کا سہرا میمون بن قیس کے نام رہا۔" (۴)

میمون بن قیس کے علاوہ حضرت کعب بن مالک انصاری، حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنھم بھی رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نعت پڑھتے تھے۔ ان حضرات میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کا نام نمایاں ہے۔ آپ کے لیے سرکار کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مسجد نبوی میں

منبر رکھتے تھے جس پر آپ نعت شریف پڑھتے تھے۔[۵] آپ کے اشعار کو سن کر رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اللھم ایدہ بروح القدس[۶] اے اللہ حسان کی تائید جبریل کے ذریعہ فرما۔

حضرت حسان رضِی اللہ تعالی عنہ کا دو شعر ملاحظہ فرمائیں۔

وَ أَحْسَنُ مِنْكَ لَم تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَ أَجْمَلُ مِنْكَ لَم تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

ترجمہ: آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھ نے نہ دیکھا۔
اور نہ ہی کسی عورت نے آپ سے زیادہ خوب صورت کسی کو جنا۔
آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہر عیب ونقص سے پاک ومنزہ پیدا کیے گئے ہیں۔
گویا کہ آپ جیسا چاہتے تھے ویسا ہی آپ کو پیدا کیا گیا۔

ان حضرات کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضِی اللہ عنھم نے بھی نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین و تبع تابعین وغیرہم نے اس وادی نعت میں اپنے قدم رکھے۔ عربی نعت کے بعد فارسی نعت کا آغاز ہوا۔ دراصل جب اسلام کا دامن پھیل کر اس قدر وسیع ہو گیا کہ اس میں روم اور فارس بھی شامل ہو گئے تب فارسی گو شعرا نے فارسی زبان میں نعت شریف لکھیں جن میں شیخ سعدی شیرازی، فرید الدین عطار، مولانا عبد

الرحمن جامی، حضرت شمس تبریز، سنائی غزنوی، خیام عمر بن ابراہیم، خاقانی، خواجہ نظام الدین اولیا، امیر خسرو وغیرہ شعرا مشہور و معروف ہیں۔

ہندوستان کی سرزمین پر جب مسلمان وارد ہوئے تو ان کی ادبی زبان عربی و فارسی تھی پھر یہاں کے میل جول و دیگر وجوہات کے سبب سے اردو زبان وجود میں آئی تو ادبا و شعرا نے فارسی سے اردو کی طرف توجہ کی اور اس کی آبیاری کے لیے اردو میں اشعار کہے جانے لگے۔ مسلمانوں کو رسول اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے حد درجہ عقیدت و محبت ہے اسی لیے شعرا نے اپنی شاعری میں نعت کے اشعار بھی کہے۔ نعتیہ اشعار تقریبًا تمام شعرا کے یہاں پائے جاتے ہیں۔ اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر، قلی قطب شاہ (وفات ۱۶۱۲ء) کے یہاں بھی نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

اسم محمد تھے ہے جگ میں خاقانی مجھے
بندہ نبی کا جم رہے ہستی ہے سلطانی مجھے

ان کے علاوہ فخر الدین نظامی، ملا وجہی، نصرتی، ولی دکنی، میر تقی میر، غلام ہمدانی، مصحفی، انشاء، میر باقر، شہیدی، مولانا سید کفایت علی کافی، حالی وغیرہ نے بھی نعت کے اشعار رقم کیے ہیں مگر مشہور و معروف میں سید کفایت علی کافی، امیر مینائی، محسن کاکوری وغیرہ ہیں۔ اردو نعتیہ شاعری میں محسن کاکوری کا نام نمایاں ہے۔ نعتیہ شاعری کے حوالے سے مولانا احمد رضا خان بریلوی کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

اس سلسلے میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

”علمائے دین میں نعت نگار کی حیثیت سے سب سے ممتاز نام مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ہے......ان کی شاعری کا محور آنحضرت (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی زندگی و سیرت تھی ۔ مولانا صاحبِ شریعت بھی تھے اور صاحبِ طریقت بھی ۔ صرف نعت و سلام اور منقبت کہتے تھے اور بڑی دردمندی اور دل سوزی کے ساتھ کہتے تھے ۔ سادہ و بے تکلف زبان اور برجستہ و شگفتہ بیان ان کے کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ان کے نعتیہ اشعار اور سلام، سیرت کے جلسوں میں عام طور سے پڑھے اور سنے جاتے ہیں۔“[۷]

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر حیات

ان کی نعت گوئی پر کچھ سپرد قرطاس کرنے سے قبل ان کی حیات طیبہ کے نقوش درخشندہ کو ثبت کرنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

نام ونسب

نام : محمد، عرفی نام: احمد رضا خان۔ بچپن کا نام: امن میاں ،احمد میاں۔ تاریخی نام: المختار (۱۲۷۲ھ)(۸)۔ والد کا نام :نقی علی خان ۔ القاب : اعلی حضرت، شیخ الاسلام و المسلمین، امام عشق و محبت اور مجدد مائۃ حاضرہ وغیرہ ہیں۔

خاندانی حالات

آپ کا خاندان معزز و باعظمت تھا۔ آپ کے مورث اعلی شجاعت بہادر جنگ سعید اللہ خان قندھاری ہیں جو ترک وطن کر کے ہندوستان تشریف لائے پھر آپ کے بیٹے دہلی سے بریلی قدوم میمنت لزوم فرمایا۔ آپ کا خانوادہ علمی و باطنی رموز و اسرار کا حامل تھا۔ آپ کے خاندان میں مولانا محمد اعظم ،حافظ کاظم علی ، مولانا رضا علی خان اور علامہ نقی علی خان اپنے وقت کے ممتاز علماے دین و اصحاب فتویٰ بزرگ رہے ہیں۔ ان حضرات کا قلم و قرطاس

سے بھی تعلق رہا ہے۔ آپ کے والد مولانا نقی علی خان کے ساتھ ساتھ آپ کی والدہ حسینی خانم بھی فہم و فراست اور زہد و تقویٰ جیسے اوصاف سے متّصف تھیں۔

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ۱۰/ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴/ جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ بوقت ظہر محلہ جسولی، بریلی میں ہوئی۔ (۹)

تعلیم و تربیت

آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت مرزا غلام قادر بیگ سے حاصل کی اور مروجہ اعلی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔ ۱۴/ شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۹/ نومبر ۱۸۶۹ء کو تیرہ سال، دس ماہ، پانچ دن کی عمر میں ہی تمام علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر لی۔ (۱۰) اسی روز والد ماجد علامہ نقی علی خان نے مسند افتا کی ذمہ داری سونپ دی۔ (۱۱) آپ نے دوسرے حضرات مثلاً حضرت مرزا غلام عبد القادر بیگ، حضرت سید آل رسول مارہروی، مولانا سید شاہ ابوالحسین نوری اور مولانا عبد العلی خان رامپوری وغیرہ کے سامنے بھی زانوئے تلمذتہ کیا۔

مسند تدریس

فراغت کے بعد آپ نے تصنیف و افتا اور درس و تدریس کی طرف توجہ دی۔ طالبان علوم نبویہ کو اپنے بحر علم سے سیراب کیا۔ ابتداءً جو پڑھنے آتا اسے پڑھا دیتے۔ مستقل کوئی مدرسہ نہیں تھا پھر محرم الحرام ۱۳۲۲ھ مطابق فروری ۱۹۰۴ء میں دارالعلوم منظر اسلام کا قیام عمل میں آیا۔[۱۲]

اس کے بعد باقاعدہ آپ تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے چند حضرات کے نام یہ ہیں :

(۱) مفتی امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت (۲) مولانا سید ظفر الدین بہاری (۳) مولانا سید سلیمان اشرف بہاری سابق صدر شعبہ اسلامیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (۴) مولانا حسن رضا خان (۵) مولانا حامد رضا خان (۶) مولانا مصطفیٰ رضا خان (۷) علامہ حشمت علی خان۔

شادی خانہ آبادی

آپ کی شادی شیخ فضل حسین عثمانی بن شیخ احمد حسین صاحب کی صاحبزادی ارشاد بیگم سے ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔[۱۳] آپ کی اہلیہ دین دار، نیک سیرت، حسن اخلاق سے مزین اور صوم و صلوۃ کی پابند تھیں۔

بیعت و خلافت

۱۲۹۴؁ھ مطابق ۱۸۷۷؁ء میں جب آپ اپنی عمر عزیز کی بائیس منزلیں طے کر چکے تھے تو اپنے والد ماجد کے ہمراہ مارہرہ شریف جاکر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور اسی موقع پر جملہ سلاسل میں اجازت و خلافت سے بھی نوازے گیے۔

حج و زیارت

۱۲۹۵؁ھ مطابق ۱۸۷۸؁ء میں اپنے والدین کریمین کے ہمراہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں علماے عرب سے استفادہ کیا پھر دوسری مرتبہ آپ ۱۳۲۳؁ھ مطابق ۱۹۰۵؁ء میں حج بیت اللہ و زیارت روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہوئے۔ اس بار خود علماے عرب نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور سند و اجازت حاصل کی۔ وہاں آپ نے النیرۃ الوضیۃ، الدولۃ المکیہ، کفل الفقیہ الفاہم اور فتاوی حسام الحرمین وغیرہا لکھیں۔

وصال پر ملال

آپ ۲۵/ صفر ۱۳۴۰؁ھ مطابق ۲۸/ اکتوبر ۱۹۲۱؁ء کو بروز جمعہ ۲/ بج کر ۳۸/ منٹ پر

عین اذان کے وقت ادھر حَیَّ عَلَی الفَلَاح کی آواز سنی ادھر آفتاب علم و فنون غروب ہو گیا۔(۱۴)

اولادوامجاد

آپ کے دو بیٹے مولانا حامد رضا خان صاحب اور مولانا مصطفیٰ رضا خان اور پانچ صاحبزادیاں: مصطفائی بیگم، کنیز حسن، کنیز حسین، کنیز حسنین اور مرتضائی بیگم تھیں۔(۱۵)

علمی یادگار

آپ نے ایک تعلیم گاہ بنام دار العلوم منظر اسلام قائم کیا اور آپ کو چون (۵۴) سے زائد علوم و فنون پر کامل دسترس حاصل تھی اور ہر فن میں کتاب بھی لکھی۔

اس سلسلے میں پروفیسر مسعود احمد تحریر کرتے ہیں :

"اس طرح فاضل بریلوی نے جن علوم و فنون پر دسترس حاصل کی ان کی تعداد ۵۴ر سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اس قدر علوم و فنون پر دستگاہ رکھتا ہو پھر یہی نہیں کہ فاضل بریلوی نے ان علوم کی تحصیل کی بلکہ ہر ایک علم و فن میں اپنی کوئی نہ کوئی یادگار چھوڑی۔"(۱۶)

آپ کی تصنیفات و تالیفات کی تعداد ایک ہزار تک ہے جن میں مشہور فتاویٰ رضویہ

۳۰/ جلد، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن اور حدائق بخشش وغیرہ ہیں۔

نعتیہ شاعری

صنف نعت بہت ہی مکرم ہے یہ جتنا محترم ہے اتنا ہی مشکل ہے۔ نعت وہی لکھ سکتا ہے جس پر فضل خداوندی، عنایت رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہو۔ اس صنف سخن میں محبوب پروردگار تاج دارِ کائنات رسول اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کی جاتی ہے اس لیے اس میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی ایسا لفظ نہ آ جائے جو شان رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے منافی ہو۔کیاکسی نے خوب کہاں ہے

نعت شہ کونین کا کہنا نہیں آساں
لغزش ہوتوایمان کے جانے کا خطر ہے

حقیقتًا نعتیہ شاعری کرنا دو دھاری تلوار پر چلنے کے مترادف ہے۔ ایک طرف جہاں سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مدح سرائی کرنی ہے وہیں دوسری جانب اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کہیں شان رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کوشان الوہیت و خداوندی سے نہ ملا دیا جائے۔ اس جانب اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

”حقیقتًا نعت شریف لکھنا بڑا مشکل کام ہے۔ جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں

تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں صاف راستہ ہے کہ جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔"(۱۷)

شاعری کے دیگر اصناف سخن کے مقابلے میں نعت یکسر مختلف و ممتاز ہے۔ پروفیسر اکرم رضا لکھتے ہیں:

"نعت کی روایت درود و سلام سے عبارت ہے ۔ خالق کونین (جل جلالہ) نے اصحاب ایمان کو آقاے دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر .... درود و سلام کے گلاب نذر کرنے کا عمل جاری رکھنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اسی کے بدولت درودوں کی خوش بوؤں میں بس کر نعت کا قافلہ چلا تو صدیاں سمٹ کر رہ گئی۔ وقت اور زمان و مکان کے تصورات سے ماورا اس کاروان نعت کی رفتار میں بھی کمی نہیں آئی۔ اس کاروان نعت کے ہر خوش بخت مسافر کو توفیق نعت خود خدا (عزوجل) عطا کر رہا تھا کیوں کہ جس کی توصیف کا حکم دیا جا رہا تھا وہ خود رب عُلٰی کا محبوب ہے، وہ فرشتوں کے قدسی ترانوں کا موضوع خاص ہے، وہ جملہ انبیا و رسل (علیہم السلام) کی مناجاتوں کا اعزاز ہے۔ خدائے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نعتِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توفیق بخش کر اصحابِ نعت کا رتبہ اس قدر بلند کر دیا کہ نعت گو شعرا نعت کہتے ہوئے فخر کرنے لگے کہ یہ صنف سخن تو وجہِ نجات بن گئی۔" (۱۸)

نعتیہ دیوان : حدائق بخشش

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا نعتیہ دیوان دو حصوں میں ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی جنھوں نے حدائق بخشش پر تحقیق کی ہے وہ اس کے اہتمام واشاعت سے متعلق لکھتے ہیں :

"زیر نظر حدائق بخشش حصہ اول کی طبع اول کی ترتیب کے متعلق ہے جو حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے زیر اہتمام حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مقدسہ میں اشاعت پذیر ہوئی اور حصہ دوم مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ کے مرتبہ نسخے کے مطابق ہے۔"(۱۹)

حدائق بخشش پر علامہ نصر اللہ خان افغانی سابق جیورسٹ سپریم کورٹ افغانستان، رائے دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

"حدائق بخشش کا ہر شعر اسرار ومعانی اور مفاہیم ومطالب کا ایک بحر ذخار ہے کہ ہر شعر پر بیس بیس مقالات لکھے جاسکتے ہیں۔"(۲۰)

نعت گوئی کے چند اصول

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ نعت گوئی میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے خود

نعت گوئی کے چند اصولوں کی طرف رہنمائی کی ہے۔اس سلسلے میں حلیم حاذق لکھتے ہیں:

” چند رہنما اصول حیات اعلی حضرت حصہ اول سے پیش کر رہا ہوں جسے بنیاد بنا کر پوری کتاب ترتیب دی جاسکتی ہے:

(۱) نعت شریف کا لکھنا بہت مشکل ہے تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر اتنا بڑھا کہ الوہیت میں پہنچا جاتا ہے تو مارا گیا اور شمہ برابر تنقیص ہوئی تو مارا گیا۔

(۲) وہ الفاظ جو معشوق مجازی کے لیے آتے ہیں جیسے رعنا، دل ربا، نعت شریف میں ممنوع ہیں۔

(۳) تشبیہات تانیثی کا استعمال نہ ہو۔ جیسے لیلیٰ۔

(۴) نیز بجائے نام اقدس (محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) اسمائے صفاتی ہوں تو بہتر ہے۔

(۵) خصوصًا ندا کے وقت مثلًا یارسول اللہ، یاحبیب اللہ ضروری ہے۔ نام لے کر ندا حرام ہے۔

(۶) غیر ندا میں بھی ساقی کوثر، آفتاب رسالت، شفیع المذنبین وغیرہ کہنا اور لکھنا چاہیے۔

(۷) اسی طرح یثرب، کالی کملیا، رشک قمر وغیرہ متروک ہیں۔

(۸) تخیلات خلاف واقع یا مبالغات نہ ہونا چاہیے۔ مثلًا حضور کے فراق میں دن

رات روتا ہوں۔

(۹) دیگر انبیاے کرام علیہم السلام کے مراتب عالیہ ملحوظ رہیں۔ معاذ اللہ توہین نہ ہونے پائے۔

(۱۰) نعت خواں کو چاہیے کہ بیت الخلا میں تخیلات پر زور نہ دیں نیز جو شعر نعت میں آچکا ہو اس کو من و تو کی طرف منسوب نہ کرنا چاہیے۔"(۲۲)

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی شاعری کی خصوصیات

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نعتیہ کلام کا تحقیقی اور ادبی جائزہ لیتے ہوئے علامہ شمس الحسن شمس بریلوی نے ان کی شاعری کی خصوصیات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اس کی واضح مثالیں پیش کی ہیں۔

"(۱) ان کی تبجر علمی کا اثر ان کی شاعری پر

(۲) زبان کی لطافت و پاکیزگی

(۳) طرز ادا کی رنگینی و ندرت بیان

(۴) مضمون آفرینی، فصاحت و بلاغت

(۵) شکوہ الفاظ اور بندشوں کی چستی

(۶) تشبیہ و استعارات کا برملا استعمال

(۷) کنائے اور مجاز مرسل کے قرینے

(۸) صنعت لفظی و معنوی کا خوبصورت اور فنکارانہ انداز میں استعمال

(۹) نعتیہ شاعری میں ان کی انفرادیت اور اولیات وغیرہ۔"(۲۱)

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نعتیہ شاعری کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے کالی داس گپتا رضا نے یہ لکھا ہے:

"نہیں معلوم کہ انھوں نے کسی سے باقاعدہ اصلاح لی تھی کہ نہیں تاہم ان کے کلام سے ان کے کامل صاحب فن اور مسلم الثبوت شاعر ہونے میں شبہہ نہیں اور ان کی نعتیہ غزلیں تو مجتہدانہ درجہ رکھتی ہیں۔"(۲۳)

ڈاکٹر سلام سندیلوی سابق لکچرار شعبۂ اردو گورکھپور یونیورسٹی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مذہبی شاعری (نعت) کا جائزہ لیتے ہوئے رقم طراز ہیں :

"جب ہم حضرت احمد رضا کی مذہبی شاعری کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اس میں صداقت کے عناصر بدرجۂ اتم موجود ہیں۔"(۲۴)

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق داناپوری سابق صدر شعبہ اردو فارسی جین کالج، آرہ، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نعت گوئی کی خوبیوں کو اجاگر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

"اردو کی کلاسیکی شاعری کے وہ سارے اوصاف جن پر اہل زبان کو ناز ہے حضرت رضا کے کلام میں بھرے پڑے ہیں۔ شوخی طبع کے باوجود آپ نے بڑی احتیاط سے عروس

سخن کو ان تمام زیورات سے آراستہ کیا ہے جو نعت گوئی کے تقدس و احترام کے ساتھ اس کے حسن کو چار چاند لگاتے ہیں۔ شاعر کو اپنی لیاقت فن کا پورا احساس تھا۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

انھیں زبان و بیان پر ملکہ حاصل تھا۔ فارسی و عربی میں مہارت کے ساتھ ساتھ مقامی زبانوں کا ستھرا شعور رکھتے تھے۔ ان کی اردو لکھنؤ کی بامحاورہ ٹکسالی زبان ہے۔ کلام کی سنجیدگی لب و لہجہ کی بلند آہنگی طنطنہ اور زوراس میدان میں بے مثل استادی کی دلیل ہے۔ ایک نعت شریف کے چند اشعار میرے اس دعوے کی تصدیق کریں گے۔ ملاحظہ ہو:

رشک قمر ہوں رنگ رخ آفتاب ہوں
ذرہ ترا جو اے شہ گردوں جناب ہوں

در نجف ہوں گوہر پاک خوشاب ہوں
یعنی تراب رہ گزر بو تراب ہوں

گر آنکھ ہوں تو ابر کی چشم پر آب ہوں
دل ہوں تو برق کا دل پر اضطراب ہوں

خونیں جگر ہوں طائر بے آشیاں شہا
رنگ پریدہ رخ گل کا جواب ہوں

بے اصل و بے ثبات ہوں بحر کرم مدد
پروردہ کنار سراب و حباب ہوں

عبرت فزا ہے شرم گنہ سے مرا سکوت
گویا لب خموش لحد کا جواب ہوں

حسرت میں خاک بوسی طیبہ کی اے رضا
ٹپکا جو چشم مہر سے وہ خون ناب ہوں" (۲۵)

نعت گوئی میں خلوص و للّٰہیت

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کبھی بھی طلب جاہ و دولت کے لیے اشعار نہیں کہے بلکہ ہمیشہ اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی رضا کی خاطر ہی قلم کو جنبش دی۔ اس بابت صاحب زادہ سید وجاہت رسول ایک واقعہ نقل کرتے ہیں:

"امام احمد رضا بریلوی کے جتنے بھی قصائد (عربی، اردو، فارسی) ہیں وہ یا تو سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یا صحابۂ کرام و اہل بیت اطہار (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور یا اولیا، صالحین (رحمہم اللہ) کی مدح میں کہے ہیں اس لیے کی حضرت رضا ان کے علاوہ کسی دنیوی تاج دار سلطنت، راجہ یا امراے وقت کی مدح سرائی روا نہیں رکھتے تھے۔ یہ ان کے مزاج اور ضمیر کے خلاف تھا۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ جب نواب نان پارہ نے آپ سے اپنی شان

میں قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی اور اس کے عوض آپ کے دارالعلوم منظر اسلام کی خدمت کا وعدہ بھی کیا تو آپ نے ایک خوب صورت نعت شریف لکھ کر ان کو بھجوادی۔ جس کا مطلع یہ ہے:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

مقطع میں بڑی خوب صورتی سے اپنے مسلک کا اظہار بھی کیا ہے اور نواب صاحب نان پارہ کی وساطت سے تمام اہل دول و امرائے سلطنت کو پیغام بھی دیا ہے کہ جن کی زبانیں ہمہ وقت اپنے کریم آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ذکر میں مشغول ہوں وہ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے اہل ثروت و سلطنت کو خاطر میں نہیں لاتے۔ ان کو ان فضول کاموں کی فرصت ہی نہیں اور نہ ہی کسی کے خوف یا درہم و دینار کی لالچ میں اپنے اشعار کا سودا کرتے ہیں۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

ملاحظہ ہو اس شعر میں "نان پارہ" کے لفظ کو الٹ کر "پارۂ ناں" استعمال کیا ہے جس سے شعر کا حسن دوبالا ہو گیا ہے۔" (۲۶)

نعت گوئی میں شریعت کی پاسداری

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نعت کہنے میں شریعت کی بڑی پاسداری کرتے تھے۔ آپ نے اپنی نعت کو شرعی حدود کے اندر کہا ہے۔ مثال کے طور پر ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

سرور کہوں کے مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے

حرماں نصیب ہوں تجھے کہ امید گہ کہوں
جان مراد و کان تمنا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں
اے جان جاں میں جان تجلی کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیع روز جزا کا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہ لے گی سب کچھ ان کے ثناخواں کی خامُشی
چپ ہو رہا ہے کہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

چار زبانوں پر مشتمل ایک کلام

آپ کے اُس کلام کا ذکر مناسب ہو گا جو اپنے مترنم اور موزونیت الفاظ، چار زبانوں عربی، فارسی، ہندی، اردو اور صنعت تلمیح کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ اور یہ کلام صرف آپ ہی کا خاصہ ہے۔ دوسرے شعرا کے یہاں نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

لَمْ یَاتِ نَظِیرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

أَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّ سَخَاكَ أَتَم اے گیسوے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ أَجَلَك رحمے بر حسرت تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

دو زبانوں پر مشتمل کلام

آپ نے اردو ہندی کے علاوہ عربی و فارسی دونوں زبانوں پر مشتمل نعتیہ کلام لکھا ہے۔ اس کا مطلع ملاحظہ کریں:

بکار خویش حیرانم أَغِثْنِیْ یَا رَسُولَ اللہ
پریشانم پریشانم أَغِثْنِیْ یَا رَسُولَ اللہ

اس کلام میں عربی وفارسی ایک ساتھ ہیں۔

فارسی زبان میں ایک کلام

اب الگ الگ ملاحظہ ہوں:

دلم قربانت اے دود چراغ محفل مولد
ز تاب جعد مشکینت چہ خوں افتاد در دولہا

غریق بحر عشق احمد یم از فرحت مولد
کجا دانند حال ماسبکساران ساحل ہا

عربی زبان میں ایک کلام

عربی میں ایک رباعی باصرہ نواز ہو:

یَا مَنْ بِسَنَاہُ جَاءَ عبدُالقادر

يَا مَنْ بِشَنَاهُ يَاءَ عبد القادر
إِذْ أَنْتَ جَعَلْتَهُ كَمَا كُنْتَ تَشَاءُ
فَاجْعَلْنِيْ كَيْفَ شَاءَ عبدُالقادر

عروض و قوافی

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فن عروض و قوافی پر دست رس کا کوئی سوال ہی نہیں کہ اس فن میں مہارت کے سلسلے میں عہد حاضر کے مشہور نقاد ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں :

''کوئی بیس برس پہلے میں نے صدر الافاضل علیہ الرحمہ کا ایک مضمون پڑھا تھا جس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ اعلی حضرت کو دیگر علوم و فنون کے علاوہ عروض و قوافی میں بھی مہارت کلی حاصل تھی۔ چنانچہ میں نے ''حدائق بخشش'' کا مطالعہ کرنا شروع کیا اور بہت سے نکات فن کا علم مجھے حدائق کے اشعار کی بدولت ہوا۔ مولانا ارشد القادری صاحب نے ایک ملاقات میں مجھ سے کہا کہ حیرت ہے کہ اعلی حضرت کو شعر کہنے کا موقع کیسے مل جاتا تھا میں نے کہا شعر تو چلتے پھرتے بھی کہ لیا جاتا ہے حیرت تو یہ ہے کہ عروض و قافیہ جیسے خشک فن کے اصول و فروع پر حضرت امام کی اتنی گہری نظر تھی کہ ایک مصرع بھی اپنے قانونی دائرہ سے باہر نہیں ہے۔''(۲۷)

آگے ڈاکٹر شرر مصباحی ایک شعر کا تجزیہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والوں جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

یہ صنعت بحر متقارب اثرم مقبوض محذوف میں ہے۔ یہ وہ بحر ہے جس میں بڑے بڑے فنکار غوطہ کھا چکے ہیں۔ یاس، یگانہ، چنگیزی اور ابرار حسنی بھی اس طوفان سے بچ نہیں سکے۔ پہلے ہم متعلقہ بحر و زن کی قدر و تفصیل اور استخراج اوزان کے طریقے تحریر کرتے ہیں تاکہ قارئین کو اس بحر کی گہرائی کا بھی اندازہ ہو اور پنہائی کا بھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر امام صاحب کی ان رباعیات سے جن میں رباعی گوئی کے فن کی حد آخر پر مہر لگا دی گئی ہے غض بصر بھی کر لیا جائے تو تنہا یہ نعت حضرت امام کی مہارت فن کے لیے ثبوت بین ہے۔"(۲۸)

محاوروں کا استعمال

(۱) ہوا بگڑنا (ہوا میں خرابی آنا، اعتبار اٹھ جانا)

خدارا ناخدا آوے سہارا ہوا بگڑی بھنور حائل ہے یا غوث

(۲) نظروں پہ چڑھنا (خوب صورتی کے باعث نظر کو بھانا۔ عزت و وقار دینا وغیرہ)

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منھ کیا دیکھیں

کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

(۳) باڑا بٹنا (صدقہ خیرات بٹنا)

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

(۴) پھریرا اڑنا (پرچم لہرانا، شان و شوکت کا مظاہرہ ہونا)

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

ضرب الامثال کا استعمال

(۱) جان ہے تو جہان ہے (زندگی ہے تو سب کچھ ہے)

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جان ہے وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

صنعتوں کا استعمال

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی نعتیہ شاعری میں جا بجا صنائع و بدائع کا

استعمال کیا ہے۔ہم اجمالاً کچھ جھلکیاں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تجنیس کامل :

یوں ملائک کریں معروض کہ ایک مجرم ہے
اس سے پرشش ہے بتا تونے کیا کیا کیا ہے

تجنیس ناقص :

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تِری خِلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تِرے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

تلمیح :

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زَناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

تضمن المزدوج :

تیرے دین پاک کی وہ ضیا کہ چمک اٹھی رہ اصطفا
جو نہ مانے آب سفر گیا کہیں نور ہے کہیں نار ہے

اشتقاق :

سارے اونچوں سے اونچا سمجھیے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

شبہ اشتقاق :

شر خیر شور سور شرر دور نار و نور
بشریٰ کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے

سیاق الاعداد :

ستر ہزار صبح میں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے

تضاد :

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

آپ نے صنائع بدائع کا استعمال کیا ہے یہاں ہم نے صرف چند نمونے کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر صنعتوں کا بھی استعمال کیا ہے۔

قصیدہ

قصیدہ ایک اہم سخن ہے۔ پر شکوہ الفاظ اور بلند تخیلات اس کو دیگر اصناف سخن سے ممتاز کرتے ہیں۔ مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چار قصیدے لکھے ہیں:

(۱) قصیدہ نوریہ (صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑہ نور کا)

(۲) قصیدہ درودیہ (کعبہ کے بدر الدجی تم پہ کروروں درود)

(۳) قصیدہ سلامیہ (مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام)

(۴) قصیدہ معراجیہ (وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے)

ان چاروں قصیدوں میں فن شاعری کا کامل مہارت کا مظاہرہ کیا ہے۔ آپ کے قصیدۂ معراجیہ کی تشبیب ملاحظہ فرمائیں:

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

بہار ہیں شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

ڈاکٹر تنظیم الفردوس امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ان چاروں قصیدوں کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"مذکورہ بالا چار قصائد کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ احمد رضا خان بریلوی نے پہلی بار نعتیہ اردو ادب میں تشبیب کے مضامین میں وہ وسعت و معنویت پیدا کی ہے جس کی اس سے قبل کے نعتیہ ادب (اردو-فارسی-عربی) میں بہت مشکل سے نظیر ملے گی بلکہ بعض جہتوں سے آپ نے تشبیہ، استعارہ، کنایہ ردیف و قوافی کا نئے انداز سے جو اہتمام و استعمال کیا ہے وہ آپ کی اپنی ایجادات و اولیات ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے لیے بے شمار شعراء نے سلام لکھ کر ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے مگر مولانا احمد رضا کے سلام کو کچھ الگ مقبولیت نصیب ہوئی کہ آج ہر مسجد اس سے گونج رہی ہے۔"(۲۹)

غزل

اردو ادب میں غزل کو دیگر اصناف سخن سے نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ اپنی بات و جذبات کے اظہار کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔اس کا ہر شعر ایک اکائی ہے۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ نے نعتیہ غزلیں کہیں اور اس طرز سے کہیں کی ان میں تکلف اور تصنع کا کوئی شائبہ تک نظر نہیں آتا۔آپ کی غزل جزبات واحساسات سے لبریز ہے۔اس سلسلے میں مولانا سید مرغوب اختر صدر بزم شعروادب، لطیف آباد لکھتے ہیں:

"آپ نے اس عروس سخن کو مجازی محبوب کی دہلیز سے اٹھایا، نعت کا پاکیزہ لباس پہنایا ،عشق حبیب کے مقدس زیور سے آراستہ کیا اور حقیقی محبوب یعنی محبوب خدا کی چوکھٹ پہنچا کر زندہ جاوید بنا کر اس کے حقیقی مقام پر پہنچا دیا۔یہاں ان ناقدین سخن کا یہ قول باطل ہو جاتا ہے نعت گو کا مقام غزل گو سے کم ہے۔"(۳۰)

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کس دلی وارفتگی اور عقیدت و محبت سے نعتیہ غزل کہی ہے اس کا اندازہ اس کی سنگلاخ زمین کو دیکھیے کہ کس طرح نبھایا ہے:

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا

"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

رباعی

رباعی اردو ادب کی اہم صنف ہے جس میں چار مصرعوں میں اپنی بات مکمل کرنی ہوتی ہے۔ مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے یہاں رباعیوں کی ایک خاص تعداد ہے۔ ان رباعیوں کے ذریعے انھوں نے اپنی انفرادیت اور اپنے فنی کمالات کا اظہار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

اللہ کی سر تا بہ قدم شان ہیں یہ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

مستزاد

مستزاد کے معنی ہے زیادہ کرنا۔ اصطلاح میں مستزاد اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر مصرعے میں ایک خاص وزن کا ٹکڑا بڑھا دیا جاتا ہے۔ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مستزاد کی نئی راہ نکالی ہے۔ ملاحظہ ہو:

وہی رب ہے نے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں دکھایا
تجھے حمد ہے خدایا

منقبت

آپ نے حمد و نعت، غزل و قصیدہ، رباعی، مستزاد کے ساتھ منقبت کے بھی اشعار کہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، صحابہ و اہل بیت اطہار، ائمہ و اولیا رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی شان میں منقبتیں کہی ہیں۔

اب ہم مشہور اردو ادیب و محقق ڈاکٹر جمیل جالبی کے الفاظ نقل کر کے اپنے مضمون کو پورا کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"ان کے شعری مجموعے "حدائق بخشش" کے مطالعے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی ذات عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عبارت تھی۔ آپ کی نظموں اور غزلوں کا ایک ایک حرف عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نعت گو شعرا میں کوئی علم و فضل، زہد و تقویٰ میں امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ہم پلہ نہیں۔"(۳۱)

حاصل کلام

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نعت گوئی بہت اعلیٰ درجے کی ہے۔ جتنے اوصاف نعتیہ شاعری کے لیے ضروری ہیں وہ بدرجۂ اتم اس میں موجود ہیں۔ان کے کلام میں موجود ادبی وفنی محاسن کی طرف روشنی ڈالنااس مختصر مقالے میں ناممکن ہے بلکہ اس کے لیے بہت ضخیم کتاب در کار ہے۔ یہ مقالہ نظر نواز ہونے کے بعد مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا نعت گوئی میں ممتاز و جدا ہونا روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہو جائے گا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

حواشی

(۱) ڈاکٹر فرمان فتح پوری : اردو کی نعتیہ شاعری ص ۲۱ ناشر: حلقۂ نیاز و نگار، کراچی ۱۹۷۴ء

(۲) صبیح رحمانی : اردو نعت کی شعری روایت ص ۲۴ نعت کی تعریف (مضمون) از ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق ناشر : اے۔بی۔ کتاب مارکیٹ، کراچی ۲۰۱۶ء

(۳) ڈاکٹر فرمان فتح پوری : اردو کی نعتیہ شاعری ص ۲۲

(۴) ڈاکٹر سید طلحہ رضوی برق : اردو کی نعتیہ شاعری ص ۷ ناشر: دانش اکیڈمی، آرہ، بہار ۱۹۷۴ء

(۵) امام ابو عیسی محمد ترمذی رحمہ اللہ تعالی: جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی انشاد الشعر، ج ۴، ص ۵۲۹، حدیث ۲۸۴۶، دار الغرب الاسلامی، بیروت ۱۹۹۶ء

(۶) امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالی : صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب الشعر فی المسجد، ص ۱۲۲ حدیث ۴۵۳، دار ابن کثیر، بیروت، ۱۴۲۳ھ

(۷) ڈاکٹر فرمان فتح پوری: اردو کی نعتیہ شاعری ص ۸۶

(۸) مولانا حنیف خان رضوی: حالات فقہا و محدثین ص ۱۶۸ ناشر : امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف ۲۰۰۷ء

(۹) مولانا ظفر الدین بہاری رحمہ اللہ تعالی: حیات اعلی حضرت ص ۱۰ ملخصًا ناشر:

قادری کتاب گھر، بریلی شریف ۲۰۱۲ء

(۱۰) مولانا بدر الدین قادری: سوانح اعلی حضرت ص ۹۲ ملخصًا ناشر: نوریہ بک ڈپو، براؤں شریف، سدھارتھ نگر ۲۰۰۱ء

(۱۱) ایضا ص ۹۲ ملخصًا

(۱۲) پروفیسر مسعود احمد: دار العلوم منظر اسلام ص ۱۲ ملخصا ناشر: ادارہ تحقیقات رضا کراچی ۲۰۰۱ء

(۱۳) مولانا ظفر الدین بہاری رحمہ اللہ تعالی: حیات اعلی حضرت ص ۳۴ ناشر: قادری کتاب گھر، بریلی شریف ۲۰۱۲ء

(۱۴) مولانا حسنین رضا: سیرت اعلی حضرت ص ۱۳۸ ناشر: امام احمد رضا اکیڈمی ۲۰۱۲ء

و مولانا بدر الدین قادری: سوانح اعلی حضرت ص ۸۸ ۳ ملخصًا

(۱۵) مولانا ظفر الدین بہاری رحمہ اللہ تعالی: حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۱

(۱۶) پروفیسر مسعود احمد: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۶۱ ناشر: المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ، ۲۰۱۳ء

(۱۷) مولانا مصطفی رضا خان رحمہ اللہ تعالی: الملفوظ حصہ ۲ ص ۴۲ ناشر: قادری کتاب گھر ۲۰۰۳ء

(۱۸) پروفیسر محمد اکرم رضا: نعت نگاری میں احتیاطی تقاضے (مضمون) مشمولہ: نعت رنگ، شمارہ ۲۰ ص ۱۵۲، اگست ۲۰۰۸ء

(۱۹) ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی: حدائق بخشش کا فنی و عروضی جائزہ (مقدمۂ حدائق بخشش) طابع رضا اکیڈمی، ممبئی ۱۹۹۷ء، ص ۲۴

(۲۰) صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری: تاریخ نعت گوئی میں امام احمد رضا کا مقام ص ۳۹ ناشر: ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، اسلام آباد ۲۰۰۱ء

(۲۱) مولانا شمس الحسن شمس بریلوی: حدائق بخشش تحقیق و ادبی جائزہ (مقدمۂ حدائق بخشش) ناشر: مدینہ پبلشنگ ۱۹۷۶ء

(۲۲) حلیم حاذق: اصول نعت گوئی ص ۳۵ تقسیم کار: دستک کتاب گھر، ہوڑہ، کولکاتہ ۲۰۰۹ء

(۲۳) کالی داس گپتا رضا: امام احمد رضا بحثیت شاعر: مشمولہ: امام احمد رضا نمبر (ماہنامہ المیزان، ممبئی) ص ۴۷۶ ایڈیٹر: سید محمد جیلانی محامد مارچ ۱۹۷۶ء

(۲۴) ڈاکٹر سلام سندیلوی: امام احمد رضا کی مذہبی شاعری میں صداقت کے عناصر مشمولہ: امام احمد رضا نمبر (ماہنامہ المیزان، ممبئی) ص ۴۶۳ ایڈیٹر: سید محمد جیلانی محامد مارچ ۱۹۷۶ء

(۲۵) ڈاکٹر طلحہ رضوی برق: امام احمد رضا واصف شاہ ہدیٰ مشمولہ: امام احمد رضا نمبر

(ماہنامہ المیزان، ممبئی) ص ۴۸۱-۴۸۲

(۲۶) صاحبزادہ سید وجاہت رسول : تاریخ نعت گوئی میں امام احمد رضا کا مقام ص ۳۲-۳۳

(۲۷) ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی : حدائق بخشش کا فنی و عروضی جائزہ (مقدمہ حدائق بخشش) ص ۲۱ ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی ۱۹۹۷ء

(۲۸) ایضا ص ۲۸

(۲۹) ڈاکٹر تنظیم الفردوس: اردو کی نعتیہ شاعری میں مولانا احمد رضا خان کی انفرادیت و اہمیت ص ۲۲۱ ناشر: شعبۂ اردو جامعہ کراچی ۲۰۰۳ء

(۳۰) مولانا سید محمد مرغوب اختر الحامدی الرضوی: امام نعت گویاں ص ۵۰ ناشر: مکتبہ فریدیہ، ساہیوال، لاہور ۱۹۷۷ء

(۳۱) ڈاکٹر جمیل جالبی : امام احمد رضا ایک عاشق رسول (مضمون) مشمولہ: معارف رضا (سالنامہ) کراچی ص ۴۷ ۱۹۸۴ء

کتابیات

نمبر شمار	کتاب	تالیف/تصنیف/ترتیب	ناشر/طابع/ سنہ اشاعت
۱	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالی	دار ابن کثیر، بیروت ۲۰۰۲ء
۲	جامع الترمذی	امام ابو عیسی محمد ترمذی رحمہ اللہ تعالی	دار الغرب الاسلامی، بیروت ۱۹۹٦ء
۳	اردو کی نعتیہ شاعری	ڈاکٹر فرمان فتح پوری	حلقۂ نیاز و نگار، کراچی ۱۹۷۴ء
۴	اردو نعت کی شعری روایت	صبیح رحمانی	اے بی کتاب مارکیٹ، کراچی ۲۰۱٦ء
۵	اردو کی نعتیہ شاعری	ڈاکٹر طلحہ رضوی برق	دانش اکیڈمی، آرہ، بہار ۱۹۷۴ء
٦	حالات فقہا و محدثین	مولانا حنیف خان رضوی	امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی ۲۰۰۷ء
۷	حیات اعلی حضرت	مولانا ظفر الدین بہاری رحمہ اللہ تعالی	قادری کتاب گھر، بریلی ۲۰۱۲ء
۸	سوانح اعلی حضرت	مولانا بدر الدین قادری	نوریہ بک ڈپو، سدھارتھ نگر ۲۰۰۵ء
۹	سیرت اعلی حضرت	مولانا حسنین رضا خان	امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی ۲۰۱۲ء
۱۰	دار العلوم منظر اسلام	پروفیسر مسعود احمد	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ۲۰۰۱ء

المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ ۲۰۱۳ء	پروفیسر مسعود احمد	فاضل بریلوی علماے حجاز کی نظر میں	۱۱
نعت سینٹر، کراچی ۲۰۰۸ء	صبیح رحمانی	نعت رنگ شمارہ نمبر ۲۰	۱۲
قادری کتاب گھر، بریلی ۲۰۰۳ء	مولانا مصطفی رضا خان رحمہ اللہ تعالی	الملفوظ	۱۳
رضا اکیڈمی ممبئی ۱۹۹۷ء	ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی	مقدمۂ حدائق بخشش	۱۴
ادارہ تحقیقات رضا انٹرنیشنل، اسلام آباد ۲۰۰۱ء	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	تاریخ نعت گوئی میں امام احمد رضا کا مقام	۱۵
دستک کتاب گھر، ہوڑہ ۲۰۰۹ء	حلیم حاذق	اصول نعت گوئی	۱۶
ماہنامہ المیزان، ممبئی ۱۹۷۶ء	مولانا سید محمد جیلانی محامد	امام احمد رضا نمبر (ماہنامہ المیزان، ممبئی)	۱۷
شعبہ اردو جامعہ کراچی ۲۰۰۳ء	ڈاکٹر تنظیم الفردوس	اردو نعتیہ شاعری میں مولانا احمد رضا خان کی انفرادیت و اہمیت	۱۸
مکتبہ فریدیہ، ساہیوال ۱۹۷۷ء	مولانا سید مرغوب اختر الحامدی	امام نعت گویاں	۱۹
ادارہ تحقیقات رضا، کراچی ۱۹۸۴ء	صاحبزادہ سید وجاہت رسول	معارف رضا (سالنامہ)	۲۰